قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتبعوا السواد الاعظم

الحمد لله والمنة که این کتاب باصواب و رساله فیض مقاله ولاجواب بجواب رساله
جناب مولوی محمد عبد الغفور صاحب رمضانپوری موسوم به

دفع المفاسد
عن
زبدة المقاصد

مولفه جامع الفضائل جناب مولوی سید تفضل حسین صاحب کامل بہاری دام فیضه
باہتمام جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب بماه جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ

مطبع المطابع محله گوبند [illegible] حسن واقع پٹنه عظیم آباد طبع شد

جناب مولانا مولوی محمد عبد الغفور صاحب نے اس بحث مین ایک رسالہ لکھکر شائع کیا ہے اور وجہہ تالیف یہہ لکھی گئی ہے کہ ملک سندھ سے ایک فتوے شائع ہوا ہے جسمین عند المنبر جمعہ کی اذان ثانی کا مسنون ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ چونکہ اوس فتوے سے جامع العلوم جناب مولانا محمد عبد الحی لکھنوی مرحوم کا وہ قول رد ہو جاتا ہے جسکو جناب موصوف نے عمدۃ الرعایہ مین لکھا ہے اور حضرت رمضانپوری جناب مرحوم کے شاگرد ہین۔ آپ نے اپنے استاد کی تائید مین قلم اوٹھایا ہے ماشاءاللہ ادائے حق شاگردی اسیکو کہتے ہین کہ مذہب کے خلاف جمہور اہلسنت کے مخالف ہو تو ہو بھی جائے باتون مین اختلاف پڑجائے تو پڑجائے مگر استاد کی تائید ضرور ہے۔ جناب مولانا مرحوم بیشک باعتبار جامعیت علوم یگانہ زمانہ تھے۔ مگر اسکے یہہ معنی نہین کہ جو کچھ اونھون نے لکھا ہے وہ صحیح ہے غیر تو غیر خود تلامذہ مولانا بہتیرے مسائل مین اون سے موافق نہین۔ مذہب کوئی ایسی شئے نہین کہ اوس مین اوستاد کی تقلید کیجائے۔ باانیہمہ علامہ لکھنوی قدس سرہ نے اس مسئلہ کو اور عنوان سے لکھا ہے۔ مولف رسالہ کیطرح اسقدر جادہ اعتدال سے باہر ہو کر یہ کہین نہین لکھا کہ اذان ثانی عند الخطیب بدعت ہے۔ چونکہ مولف رسالہ نے ایک مسنون و معمول بہ امر کو بدعت کہکر عوام مین ایک ہلچل مچادی ہے صرف بنظر احقاق حق و ابطال باطل و دفع افساد فی الدین اوسکے جواب باصواب کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔ جناب مولف رسالہ نے عبارت فارسی لکھی ہے مجھے بھی اس اعتبار سے یہی مناسب تھا کہ فارسی ہی مین لکھتا۔ مگر چونکہ اردو عبارت عام فہم ہوتی ہے اور اسیکا آجکل مذاق پھیلا ہوا ہے لہذا مین اُردو ہی مین لکھتا ہون وماتوفیقی الا باللہ

قولہ اذان ثانی کہ ہنگام خطبہ روز جمعہ میگویند بر باب مسجد یا منارہ باید گفت و مسنون ہمین ست چنانکہ در سنن ابی داؤد مذکور ست عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلعم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر وفی کتاب المدخل لابن الحاج محمد المالکی السنۃ فی اذان الجمعۃ اذا صعد الامام علی المنبر ان یکون المؤذن علی المنار کذلک کان فی عہد النبی صلعم وابی بکر و عمر وصدرا من خلافۃ عثمان اھ واذان پیش خطیب بدعت ست چنانچہ از مدخل ثابت میشود فقد بان ان فعل ذلک فی المسجد بین یدی الخطیب بدعۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد واضح ہو کہ اس زمانہ پر آشوب مین عجب عجب فتنے اوٹھا کرتے ہین۔ طرح طرح کے شگوفے پھولا کرتے ہین کہین دہریت کا شور ہی کہین نیچریت کا زور ہے۔ کہین تقلید پر بوچھار ہے کہین ائمۂ دین پر بیجا اعتراضات کی بھرمار ہے۔ جمی جمائی باتون مین وہ وہ رخنہ اندازیان ہوتی ہین کہ خدا کی پناہ۔ جو امور کہ خیر القرون سے ہوتے چلے آتے ہین اون مین وہ وہ فتنہ پردازیان ہوتی ہین کہ معاذ اللہ۔ نام کو بیچارے حضرات غیر مقلدین بدنام ہین مگر مین دیکھتا ہون کہ بہتیرے حنفی حضرات بھی اپنی شہرت و نام آوری کے لئے ایسے ایسے انوکھے مسئلے نکالتے ہین جو کسی نے نہین سنے۔ وہ باتین لکھ جاتے ہین کہ قابل بیان نہین۔ آزادی کا زمانہ ہے چھاپہ خانونکی کثرت ہی جسکے جی مین جو آتا ہے لکھ مارتا ہے اور چھپوا کر شائع کر دیتا ہے۔ دین متین مین فتنہ و فساد برپا ہو تو ہو۔ مذہب حق پر چھری چل جاے تو چل جاے مگر ایک نئی بات لکھکر مشہور تو ہو گئے۔ مردہ بہشت مین جاے یا دوزخ مین حلوے مانڈے سے کام۔ ایک زمانہ جانتا ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی منبر کے پاس خطیب کے روبرو دیجاتی ہے فقہ کی کتابون مین بھی یونہین لکھا ہے۔ چنانچہ ہدایہ مین ہے۔ و اذا صعد الامامُ المنبر جلس واذن المؤذن بین یدی المنبر بذالک جری التوارث یعنی امام جب منبر پر چڑھے تو بیٹھ جاے اور موذن منبر کے سامنے اذان دین یونہین زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ اور در مختار مین ہے ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای الخطیب۔ یعنی اذان ثانی خطیب کے سامنے دیجاے۔ خلاصہ یہہ کہ کتب فقہیہ مین یہہ مسئلہ صاف صاف لکھا ہوا ہے اب بعض حضرات کا نیا اجتہاد سنئے کہ اذان ثانی منبر کے قریب بدعت ہی خارج مسجد دروازہ پر ہونا چاہئے یا منارہ پر۔ چنانچہ فی الحال موضع رضاپور علاقہ بہار کے ایک حنفی عالم نے جنکا نام نامی و اسم گرامی

حتی ینص علی سماعہ بقولہ سمعت او حدثنا او اخبرنا چونکہ ابن اسحٰق نے اس حدیث کو عن سے روایت کیا ہے لہذا اسکی سند ضعیف ہوگئی۔ دیکھئے جس حدیث پر آپکو بہت بڑا ناز تھا اور جسکے سبب سے آپ نے جمہور اہلسنت کا خلاف کیا اوسکی سند کس عمدہ طور پر ضعیف ثابت ہوگئی۔ اب متن حدیث کی نسبت ملاحظہ ہو۔ علی باب المسجد کا لفظ ابن اسحٰق کے سوا کسی اور نے نہیں کہا بوجہ تفرد یہہ منکر اً مقبول نہوگا۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین انکی نسبت لکھا ہے وما انفرد فقیہ نکارۃ فان فی حفظہ شیئًا۔ لیجئے جس لفظ پر آپ کے رسالہ کا دار و مدار تھا وہ بھی منکر ثابت ہوگیا۔ اب آپ نے اسکی بنا پر جو کچھ لکھا ہے وہ باطل و مردود ہوگیا۔ اب آپکے پاس کوئی دلیل دروازہ پر اذان ثانی ہونے کی نرہی۔

قولہ ص از مدخل ابن الحاج معلوم میشود کہ اذان مذکورہ بر منارہ میشد و نزد خطیب نبود مگر در زمانہ ہشام بن عبد الملک این اذان در مسجد مقرر شد۔ **اقول** ابن الحاج نے جو یہہ لکھا ہے کہ اذان ثانی پہلے منارہ پر ہوتی تھی غلط اور محض غلط ہے ہرگز کسی روایت ضعیفہ سے بھی یہہ ثابت نہین اور اگر بالفرض یہہ صحیح ہے تو اسی سے آپ کا یہہ دعوے کہ دروازہ مسجد پر ہوتی تھی باطل ہوتا ہے۔ اور یہہ قول کہ اذان ثانی خطیب کے سامنے زمانہ ہشام مین ہوئی اسکو محدثین نے رد کردیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے وھذا الذی ذکرہ یعنی ذکرہ عن تکلف ... فلیس لہ فیما قالہ سلف۔ اور علامہ زرقانی نے شرح موطا مین لکھا ہے قال ابن عبد البر ھذا موضع شبہ فیہ علی بعض اصحابنا وانکر ان یکون الاذان یوم الجمعۃ بین یدی الامام کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر وان ذلک حدث فی زمن ھشام بن عبد الملک وھذا قول من قل علمہ

قولہ ہرگز بین یدیہ در زمان آنحضرت صلعم قرار نیافتہ **اقول** اولاً بین یدیہ ہونیکی دلیل توارث ہے دوم آپ نے جو ابوداود کی حدیث پیش کی ہے اوسمین بھی کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلعم موجود ہے سوم حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین جو اثر عمر بروایت مکحول نقل کیا ہے اوسمین ہے وامر ان یوذن بین یدیہ کما کان فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر چہارم حکمت شرعیہ بھی اسکو مقتضی ہے کہ اذان ثانی صف اول مین امام کے قریب ہو۔ کیونکہ یہہ

رد قول ابن الحاج

ثبوت اذان ثانی عند الخطیب

تضعیف حدیث ابی داؤد

اقول آپ نے جمہور اہلسنت کے خلاف مین یہ دو دلیلین پیش کین اور اذان پیش خطیب
بدعت ہونیکا دعوے تو کر دیا مگر آپ نے یہ نہین دیکھ لیا کہ یہہ حدیث کیسی ہے اور ابن الحاج
کا قول کیسا ہے - یہ قول محض غلط ہے ہرگز کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت نہین کہ جمعہ کی
اذان ثانی منارہ پر ہوا کرتی تھی - رہی ابو داؤد کی حدیث وہ بھی ہرگز صحیح نہین اور اگر وہ تسلیم کرلیجائے
تو ابن الحاج کا قول غلط ہوتا ہے کیونکہ اونکے نزدیک جمعہ کی اذان ثانی منارہ پر مسنون ہے - اور
اس حدیث سے علے باب المسجد نکلتا ہے - اسکے علاوہ اس حدیث مین کان یوذن بین
یدی رسول اللہ صلعم بھی ہے - آپ نے جو بین یدیہ کی تاویل سخیف کی ہے اوسوقت کچھ قابل
التفات ہو سکتی ہے کہ دروازہ مسجد منبر کے سامنے ہو - عموماً منبر دروازۂ مسجد کے مقابل نہین ہوتے -
اب فرمایئے کہ ایسی حالت مین علے باب المسجد پر عمل کیا جاے - یا کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلعم
پر اگر ایک پر عمل کرتے ہین تو دوسرا رہا جاتا ہے - افسوس آپنے علے باب المسجد کا لفظ تو لے لیا اور ایک مسنون
امر کو جو برابر ہوتا چلا آتا ہے یعنی خطیب کے سامنے اذان ثانی ہونا اوسکو نظر انداز فرمایا -
اب اوس حدیث کے ضعیف ہونیکی وجہہ ملاحظہ فرمایئے - سنن ابی داؤد مین اوسکی سند یون لکھی ہے - حدثنا
النفیلی نا محمد بن سلمۃ عن محمد بن اسحق عن الزہری عن السائب بن یزید - محمد بن اسحق
پر علاوہ اور جروح کے ایک جرح یہہ بھی ہے کہ وہ مدلس تھے یعنی اپنے شیوخ کو چھپایا کرتے تھے چنانچہ
حافظ ابن حجر نے تقریب مین انکی نسبت لکھا ہے صدوق یدلس و رمی بالتشیع والقدر
اور علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین لکھا ہے قال احمد ہو کثیر التدلیس جداً
حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد مین بیسون جگہہ انکا مدلس ہونا لکھا ہے - چنانچہ ابواب الجمعہ
مین سائب بن یزید کی ایک روایت نقل کرکے لکھا ہے رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ
ابن اسحق وہو مدلس - اور جو مدلس کہ غیر ثقہ شیوخ کی تدلیس کرتا ہے اوسکی معنعن روایت
مقبول نہین مشکوۃ شریف کے ساتھہ جو محدث دہلوی کا رسالہ اصول حدیث چھپا ہے اوس مین بھی
لکھدیا ہے قال الشیخ وحکم من ثبت فیہ التدلیس انہ لا یقبل منہ الا اذا صرح
بالتحدیث اور اوس مین یہہ بھی ہے وذہب الجمہور الی قبول تدلیس من عرف انہ
لا یدلس الا عن ثقۃ کابن عیینہ والی رد من کان یدلس عن الضعفاء وغیرہم

بلکہ دروازہ مسجد یا منارہ پر ہو کیونکہ بلین یدیہ مستعمل ہوگا۔

قولہ قبل ازین ہم گفتہ ام و باز ہم میگویم کہ عبارت فقہ و اقوال فقہا رحمہم اللہ بر راقم حجت نیست اور صفحہ ۶ مین لکھتے ہین۔ اگر فقہاے احناف رحمہم اللہ تعالے مراد باشند اوشان قابل احتجاج نیستند

اقول ذرا جناب مولف کی گوہرافشانی ملاحظہ ہو۔ فقہاے احناف قابل احتجاج نہین۔ ملا علی قاری جو محدث بھی تھے اونکا قول بھی قابل اعتبار نہین۔ بہتر۔ حافظ ابن حجر شافعی تو بہت بڑے محدث تھے وہ فتح الباری جلد ثانی صفحہ ۳۲۴ مین لکھتے ہین وان القول بالتحریم ذھب الجمھور وابتداءہ عندھم من حین الاذان بین یدی الامام لانہ الذی کان فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور علامہ زرقانی مالکی نے شرح موطا ۱۹۱ مین لکھا ہے۔ فھذا نص فی ان الاذان کان بین یدی الامام وعلیہ العمل بالامصار۔ خلاصہ یہہ کہ اذان ثانی کا منارہ پر ہونا محض غلط ہے رہا دروازہ مسجد پر ہونا وہ بھی ضعیف محض ہے۔ اور پیش خطیب ہونا احادیث و اقوال محدثین و فقہا سے بخوبی ثابت ہے اور اسی پر برابر عمل چلا آتا ہے۔ اسکو بدعت کہنا دین متین میں فتنہ و فساد برپا کرنا ہے جسکا انسداد علماے زمانہ پر واجب ہے۔

تمت

قطعہ تاریخ جناب حکیم سید شاہ محمد محفوظ الحق صاحب واصل عظیم آبادی

حضرت کامل چو بنوشت این کتاب	نامۂ حسن مقاصد نادرہ
فکر واصل مصرع تاریخ گفت	نسخۂ دفع مفاسد نادرہ
	۱۳ ۱۴ ھ

اذان جو حقیقت مین لوگونکو چپ کرنے کے لئے ہے اوسوقت دیجاتی ہے کہ صف بندھ جاتی ہے امام خطبہ کا ارادہ کرتا ہے اگر اذان خارج مسجد یا منارہ پر ہوگی تو ایک خرابی یہ پیدا ہوجائیگی کہ بعض اوقات امام منبر پر چڑھکر آمادہ خطبہ ہوگا اور بیچارے موذن کو دروازہ مسجد یا منارہ پر رہنے سے امام کی حالت ٹھیک وقت پر معلوم ہی نہوگی - پھر ایک اور شخص کی ضرورت ہوگی کہ وہ موذن کو اطلاع دے - دوسرے اوسی موذن کو اقامت بھی کرنا ہے اگر وہ دروازہ مسجد یا منارہ پر اذان دیگا تو اقامت کے لئے اوسکو صف چیر کر آنا ہوگا حالانکہ صف چیر کر آنا اور تخطی رقاب الناس کرنا حدیثون مین سخت منع آیا ہے - غرضکہ یہ سب باتین ملانے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے زمانے مین بیشک اذان ثانی منبر کے پاس ہوا کرتی تھی - جب حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ لوگ رہجاتے ہین تو پنجوقتی اذان کیطرح ایک اور اذان بڑھادی کہ لوگ سنکر مسجد مین چلے آئین - چنانچہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے

وتبین بما مضی ان عثمان احدثه لاعلام الناس بدخول وقت الصلوٰة قیاسا علی بقیة الصلوات فالحق الجمعة بها (ای الاذان الاول) وابقی خصوصیتها بالاذان بین یدی الخطیب - رہی یہ بات کہ حضرت عثمانؓ نے یہ اذان مقام زوراء مین کیون دلائی تو اوس مین بھی رمز ہے جو زمین وسیع ہوتی ہے وہان کی آواز بلند ہوتی ہے - کمال اعلام کے لئے وہان دلائی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کو یہہ خیال ہوا ہو کہ یہہ اذان کچھ جمعہ کی خاص تو ہے ہی نہین پھر مسجد مین کیون دلائی جائے

قولہ یؤذن بین یدیہ منافی ومعارض نیست بودنش را بر باب مسجد بلکہ جمع ممکن ست یہ اخذ بین یدیہ بمعنی جہت مقابل - **اقول** ذرا جناب مولف کی تاویل رکیک ملاحظہ ہو جسکو ذرا بھی فن ادب مین دخل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ایسے مواقع مین جو یہہ لفظ مستعمل ہوتا ہی تو اوس سے مقصود قرب ہوتا ہے نہ اسقدر بعد - جو شخص خطیب کے سامنے ہو مگر چند صف کے بعد بلکہ خارج مسجد دروازہ پر ہو یا منارہ پر اوسکی نسبت ہرگز بین یدیہ نہین کہہ سکتے - دیکھئے علامہ زیلعی نے نصب الرایہ (صفحہ ۲۶۲) کی بحث احادیث المرور بین یدیہ مین لکھا ہے اذ لا یقال مر بین یدیہ کذا الشیٔ یمر من وراء السترة - جب ایسی حالت مین کہ سترہ کے اودھر کوئی شے ہو تو بین یدیہ مستعمل نہین تو اوس شخص کی نسبت جو خطیب سے کئی ہاتھ دور ہو اور کئی صفین حائل ہون